مسئلہ آمین بالجہر

حنفی عالم کے اعتراضات کا مدلل جواب

ساجد الرحمن زاہد

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد اعوذ بااللہ من الشیطن الرجیم.

یاایها الذین آمنو ااتقوااللہ وقولو قولا سدیداً

مجلّہ ترجمان الحدیث ستمبر کے شمارہ میں راقم الحروف کا مضمون ''آمین بالجہر گناہوں کی بخشش کا ذریعہ'' شائع ہوا۔ جس کے متعلق ایک حنفی عالم سے اعتراضات کی صورت میں جواب موصول ہوا، تحریر چار صفحات پر مشتمل اور بے دلیل تھی، ساری تحریر فقط ذہنی خلجان اور عقلی دلائل پر مبنی تھی۔

تحریر کنندہ نے یہ رٹ تو ضرور لگائی کہ آمین بالسر کی بہت سی احادیث اور قوی دلائل ہیں لیکن اپنے موقف کی تائید کیلئے نہ تو کوئی حدیث پیش کر سکے اور نہ قوی دلائل، تحریر میں کوئی قابل جواب بات تو نہیں لیکن پھر بھی جواب دینا ضروری ہے تا کہ:

لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون.

حنفی عالم کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے میں نے موصوف کی بات کو'' قولہ'' کے ساتھ اور اپنے جواب کو'' اقول'' کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ بتوفیق اللہ

قولہ: سوال ہے کہ جناب کی تحریر سے عکاسی ہوتی ہے کہ آمین بالجہر ہی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے کیا خیال ہے کہ جن احادیث میں آمین بالسر کا تذکرہ آیا ہے آمین بالسر والی احادیث کا عامل گناہوں کی بخشش سے محروم ہوتا ہے۔

اقول: آمین کا سنت کے مطابق کہنا ہی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور سنت یہی ہے کہ جہری نمازوں میں آمین بالجہر اور سرّی نمازوں میں آمین بالسر کہا جائے جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے اور جس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ

> آپ نے کہا کہ ہم اذا کبر فکبرو ا پر قیاس کرتے ہوئے آمین آہستہ کہیں گے لیکن آپ کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ قیاس تب ہوتا ہے جب قرآن وحدیث سے کوئی نص نہ ہو نہ اجماع اور نہ کسی صحابی کا قول وہاں قیاس کو اختیار کیا جاتا ہے، لیکن یہاں تو سب دلائل موجود ہیں۔ یہاں قیاس کا کیا کام؟

فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ (بخاری ص۱۰۸ جلد ۱، مسلم ص۱۷۶ ج۱)

اس کو امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے جہر کے عنوان سے ذکر کیا ہے چنانچہ امام بخاریؒ باب یہ باندھتے ہیں **باب الجہر الامام بالتامین** (بخاری ص۱۰۷ ج۱) **باب جہر الماموم بالتامین** (ایضا ص۱۰۸ ج۱) اور ان ابواب میں اس حدیث مذکورہ کو ذکر کرتے ہیں گویا کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے امام ومقتدی کا آمین بالجہر کہنا مراد لیا ہے اور یہی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

باقی رہا سوال کہ آمین بالسر کے قائلین گناہوں کی بخشش سے محروم ہیں یا نہیں؟ تو یہ ان کا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے لیکن سنت چھوڑنے کی وجہ سے شاید وہ اس سعادت سے محروم ہی ہوں۔

قولہ: آپ نے جملہ تحریر فرمایا کہ ''بعض لوگوں نے ''جان بوجھ کر'' ان کو اختلافی بنادیا ہے'' آپ کے اس جملہ پر سوال ہے آیا وہ حضرات صحابہؓ جنہوں نے نبی ﷺ کے آمین بالسر کو بیان کیا ہے اسی طرح جن تابعین، تبع تابعین نے حضرات صحابہؓ بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت آمین بالسر کا تذکرہ کیا ہے جواب تحریر فرمائیں کہ آپ کے اس جملہ جان بوجھ کر میں یہ حضرات مورد الزام ہیں یا نہیں؟

اقول: قوی دلائل سے عہد نبویؐ وعہد صحابہؓ میں آمین بالجہر کا تذکرہ ثابت ہے ان ادوار میں آمین بالسر کا تذکرہ نہیں ہے۔ عہد صحابہؓ وتابعین میں آمین بالجہر کیلئے امام ابو حنیفہؒ کے استاد محترم حضرت عطاء رحمہ اللہ کا یہ قول ہی کافی ہے ''**ادرکت مائتین من اصحاب النبی فی ہذا المسجد اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولاالضالین سمعت لهم رجة آمین** (کتاب الام ص۱۲۴ ج۱)

اگر ایسی آمین بالسر کا ذکر کرنے والوں سے آپ کی مراد اہل عراق (کوفہ والے) ہیں تو ان کے

متعلق علامہ ابن خلدون کا یہی قول کافی ہے

کان الحدیث قلیلا فی اھل العراق لما قد مناہ فاسکتثروا من القیاس ومھروا فیہ فلذالک قیل اھل الدائی ومقدم جماعتھم الذی استقر المذھب فیہ واصحاب وابو حنیفة (تاریخ ابن خلدون ص ۳۷۲ ج ۱)

اھل عراق (جن کا مرکز کوفہ تھا) میں علم حدیث کم تھا تو انہوں نے قیاس سے زیادہ کام لیا اور وہ اسی فن میں زیادہ ماہر ہوئے اسی وجہ سے انکو اہل رائے کے لقب سے پکارا گیا اہل رائے کے سردار جس میں اور جن کے شاگردوں میں یہ مذہب قائم ہوا ابوحنیفہؒ ہیں آپ اس بحث سے اندازہ کر سکتے ہیں ”جان بوجھ کر“ سے موردالزام کون ہیں؟

قولہ: اسی طرح جن محدثینؒ نے مستقل باب باندھ کر آمین بالسر کو کتب حدیث میں ذکر کیا ہے آیا علمائے احناف کی ایک کثیر تعداد نے آمین بالجہر کو سنت تسلیم کیا، جس کے شواہد ان کی کتب میں موجود ہیں۔

قولہ: اگر آمین بالجہر کے قائلین کہتے ہیں کہ نبوﷺ کی ذات آمنوا کا امر دے رہی ہے لہٰذا آمین بالجہر ہونا چاہیے تو احادیث میں آتا ہے اذا کبر فکبروا ان احادیث میں بھی امر نبوی ہے اور امام تکبیر بالجہر ہوتی ہے لیکن آمین بالجہر کے قائلین تکبیر آہستہ کہتے ہیں اس مقام پر کسی جگہ امر نبوی ہے کہ تکبیر بالسر مقتدی کہے، چونکہ آمین بالجہر والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں لہٰذا ہم اذا کبر فکبروا پر قیاس کرتے ہوئے آمین آہستہ کہیں گے۔

اقول: سبحان اللہ!! آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ امام تکبیر بلند آواز سے کیوں کہتا ہے اگر جانتے ہوتے تو کبھی یہ خود ساختہ اور جاہلانہ مفروضہ پیش نہ کرتے، امام کی تکبیر بالجہر اس لئے ہے کہ مقتدی اس سب دلائل موجود ہیں۔ یہاں قیاس کا کیا کام۔

علاوہ ازیں حدیث نبویؐ ہے کہ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقولوا (مسلم) یہاں پر بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں جواب آہستہ دینے کی صراحت موجود نہیں ہے تو اذان کا جواب مؤذن کی طرح بلند آواز سے دینا چاہیے آہستہ کیوں دیا جاتا ہے؟ آمین بالجہر کے متعلق حضورؐ اور صحابہؓ سے صراحت موجود ہے اس کے باوجود اگر کوئی قیاس پر عمل کرتا ہے تو فرمان الٰہی کی روشنی میں اپنا انجام دیکھ لے، ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساء ت مصیراً (النساء ۱۱۵)

قولہ: ”موافقت ملائکہ“ اگر آمین بالجہر والے حضرات موافقت ملائکہ سے بالجہر کا اثبات ثابت کرنا چاہیں تو جیسا قیاس بالجہر والے کریں گے ویسا ہی قیاس بالسر والے اس حدیث سے کریں گے جس میں آتا

امام بخاریؒ نے حدیث ”اذا امن الامام فامنوا الخ“ کو پہلے باب الجھر الامام بالتامین کے تحت ذکر کیا اور پھر باب الجھر الماموم بالتامین کے تحت ذکر کیا ہے جس سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے امام پھر مقتدی آمین بالجہر کہے، آپ نے بخاری شریف ص ۱۰۸ ج ۱ سے دوسرا باب چھپا کر یہودیانہ تحریف کا ثبوت دیا ہے ایک باب پیش کر کے اور دوسرے سے چشم پوشی کر کے عوام کو دھوکے میں ڈال کر سنت رسول اللہ ﷺ سے روکا ہے جو سراسر بے انصافی اور ظلم عظیم ہے، ایسی خیانت اور بددیانتی مسلمان کا کام نہیں، آپ نے لکھا کہ امام بخاری مقلد بھی ہیں یہ بھی جھوٹ ہے آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ پیش کریں

حضرات محدثین بھی موردالزام ہیں یا نہیں؟

اقول: کسی محدث نے آمین بالسر کا باب ذکر نہیں حتیٰ کہ امام محمدؒ نے اپنی مؤطا میں بھی آمین بالسر کیلئے مستقل باب مقرر نہیں فرمایا بلکہ کسی حدیث میں آمین کیلئے لفظ سر استعمال نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ ضرور اس کا حوالہ دیتے، صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث کا مطالعہ کریں آپ کا جھوٹ واضح ہو جائے گا آمین بالجہر سنت ہے اس کو اختلافی بنانے میں عصر حاضر کے متعصب اور تقلید کے سب سے نچلے گڑھے میں گرے ہوئے احناف کا ہاتھ ہے۔ ماضی میں کی اقتدا کرے اور مقتدی کو نماز میں امام کے ایک حالت سے دوسری حالت میں جانے کا علم ہو جائے اور وہ بھی اس کی اقتدا میں ویسا کرے، لیکن آمین کا مقصد اور ہے پھر رسول اکرم ﷺ سے جہری نمازوں میں آمین بالجہر کہنا ثابت ہے۔

آپ نے کہا کہ ہم اذا کبر فکبروا پر قیاس کرتے ہوئے آمین آہستہ کہیں گے لیکن آپ کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ قیاس تب ہوتا ہے جب قرآن وحدیث سے کوئی نص نہ ہو نہ اجماع اور نہ کسی صحابی کا قول وہاں قیاس کو اختیار کیا جاتا ہے، لیکن یہاں تو ہے۔ اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد اس کے بعد مندرجہ بالا فضیلت جیسی فضیلت مقتدی کیلئے ثابت ہے اگر ربنا لک الحمد بالسر سے یہ فضیلت میسر آ سکتی ہے تو آمین بالسر سے بدرجہ اولیٰ یہ فضیلت ملنی چاہیے کیونکہ آمین کیلئے بالجہر کا کوئی امر نبوی ثابت نہیں جبکہ فضیلت کا ذکر بدستور موجود ہے۔

اقول: پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فضیلت ایک ہی بتلائی لیکن آپ کا عمل مختلف تھا یعنی آمین بالجہر فرماتے اور ربنا لک الحمد آہستہ کہتے،

اور رسول اکرم ﷺ کے کسی بھی امتی کو اختیار نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے عمل پر اعتراض کرتا پھرے امتی کیلئے واجب ہے کہ حضور ﷺ کی بات و عمل کو بلا چوں چراں ماننے اور میں نے آمین بالجہر کی احادیث پیش کی ہیں لیکن آپ مجھے قیاس بتلا رہے ہیں افسوس ہے آپ کی عقل پر۔ دوسری بات یہ ہے کہ نمازیں پانچ فرض ہیں جن میں سے دو سرّی نمازیں ہیں اور تین جہری پانچوں کا ثواب اجر ایک جیسا ہے اور حکم بھی سب کا برابر ہے تو یہاں بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ جب فضیلت و امر ایک جیسا ہے تو تین جہری اور دو سرّی کیوں ہیں؟

آمین کی احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ (الف) قال آمین ومد بها صوته (ب) رفع صوته (ج) فجهر بآمين (د) يرفع صوته (ر) سمعت لهم رجة آمین وغیرہ جبکہ ربنا لک الحمد کے متعلق ایسے الفاظ منقول نہیں ہیں۔

قوله: امام بخاریؒ بھی آمین بالسر والوں کے موقف کی تائید کر رہے ہیں کہ یہاں بھی مقتدی خاموش ہی ہیں کیونکہ یہ صرف امام نے ہی بالجہر کیا تھا اس لئے امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ''باب الجهر الامام بالتامين'' اب قصور امام بخاریؒ کا ہے جو مقتدیوں کو خارج کر رہے ہیں حالانکہ امام بخاریؒ قیاس کے قائل بھی ہیں کیونکہ وہ خود مجتہد ہیں اور مقلد بھی ہیں لیکن پھر بھی چونکہ یہاں قیاس کی گنجائش نہیں لہٰذا وہ حقیقت کو چھپا نہیں رہے۔

اقول: امام بخاریؒ نے حدیث ''اذا امن الامام فامنوا الخ'' کو پہلے باب الجهر الامام بالتامين کے تحت ذکر کیا اور پھر باب الجهر الماموم بالتامين کے تحت ذکر کیا ہے جس سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے امام پھر مقتدی آمین بالجہر کہے، آپ نے بخاری شریف ص۱۰۸ ج ۱ سے دوسرا باب چھپا کر یہودیانہ تحریف کا ثبوت دیا ہے ایک باب پیش کر کے اور دوسرے سے چشم پوشی کر کے عوام کو دھوکے میں ڈال کر سنت رسول اللہ ﷺ سے روکا ہے جو سراسر بے انصافی اور ظلم عظیم ہے، ایسی خیانت اور بد دیانتی مسلمان کا کام نہیں، آپ نے لکھا کہ امام بخاری مقلد بھی ہیں یہ بھی جھوٹ ہے آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ پیش کریں۔

قوله: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا امام و مقتدی دونوں حیثیتوں میں آمین بالجہر کا تذکرہ کیا ہے، اس سلسلہ میں اتنا جواب ہی کافی ہے کہ عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہؓ میں اگر حضرت ابن عمرؓ کا ثبوت مل جائے تو اس روایت کو قبول کرنے میں بالکل تساہل سے کام نہیں لیا جائے گا۔

اقول: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے رفع الیدین کی احادیث کتب حدیث میں کثرت سے موجود ہیں جو کہ عہد نبویؐ و عہد خلافت راشدہؓ کی ہیں لہٰذا ان کا امام و مقتدی کی حیثیت سے آمین بالجہر کہنا بھی عہد نبویؐ و خلافت راشدہؓ میں ہے لیکن آپ بتائیں کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ ابن عمر کا یہ عمل عہد نبویؐ و خلافت راشدہ کا نہیں ہے۔ حالانکہ نافعؒ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ آنحضرت ﷺ کے اوامر اور آپ کے اقوال و افعال کی دیوانہ وار اتباع کرتے تھے ابوجعفر محمد باقر کہتے ہیں کہ صحابہؓ میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جو آنحضرت ﷺ کی حدیث سن کر اس میں کمی بیشی کرنے سے حضرت عبداللہ بن عمر سے بڑھ کر ڈرنے والا ہو (تذکرۃ الحفاظ ص۵۳ ج ۱)

قوله: آئمہ و علمائے امت کے اقوال'' یہ اقوال بھی تب قبول ہوں گے جب عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ سے صریح احادیث سے نہ کہ قیاس سے ثبوت مل جائے گا۔

اقول: آپ کو تو شاید تقلید کی تعریف بھی نہیں آتی حالانکہ آپ متعصب مقلد ہیں جن کو کچھ دکھائی نہیں دیتا سوائے امام کے اقوال کے، اگر تقلید سے واقف ہوتے تو شاید یہ بات نہ کہتے کیونکہ میں نے علمائے احناف کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں لیجیئے اب چند مزید اقوال ملاحظہ فرمائیے جن میں علمائے احناف نے آمین بالجہر کو سنت تسلیم کیا ہے۔

احناف کے عالم مولانا عبداللہ حنفی جب آمین بالسر کی کوئی قابل حجت دلیل پیش نہ کر سکے تو لکھتے ہیں والحق ان كلا الامرين ثابت عن النبى فعندا الجهر ايضاً جائز مولوی رشید احمد گنگوہی آمین بالجہر کو سنت قرار دیتے تھے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۴ ص ۲۶۷)

علامہ ترکمانی حنفی فرماتے ہیں آمین بالجہر کی حدیث صحیح ہے (جوھر النقی ص ۵۸)

علاوہ ازیں علامہ سراج احمد سرھندی حنفیؒ، علامہ عینی حنفی، مولانا بحر العلوم حنفیؒ اور امام ابن ہمام حنفی نے بھی آمین بالجہر کو سنت اور احادیث کو صحیح تر تسلیم کیا ہے، احناف کے اکابر نے تسلیم کیا لیکن آپ کہتے ہیں ثابت نہیں تو بتائیں آپ کا موقف غلط ہے یا تمہارے اکابر کا یا مذکورہ شخصیات و دیگر علماء نہیں تھے۔

اوروں سے جنگ کرتے ہو گھر کی خبر نہیں
تجھ سا تو عقل مند کوئی بھی بشر نہیں

قوله: ''آمین سے حاسد کون؟'' یہاں بھی اکثرو ا کے الفاظ ہیں ادفعوا کے نہیں بحمداللہ آمین بالسر کے قائلین روز اول سے ہر رکعت میں آمین کہہ کر پانچوں نمازوں میں کثرت پر عمل کر رہے ہیں۔

اقول: فرمان نبویؐ ہے کہ یہود تم سے اتنا حسد کسی چیز میں نہیں کرتے جتنا حسد تمہارے سلام اور آمین کہنے سے کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ) صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بلند آواز سے آمین کہتے تھے جسے سن کر یہود حسد کرتے تھے اگر مسلمان خفیہ آمین کہیں تو یہودیوں کے حسد کی کوئی وجہ نہ تھی انہیں مسلمانوں کے آمین کہنے کا علم ہوتا تو تبھی حسد کرتے، سنے بغیر علم ہو ہی نہیں سکتا پھر آپ کا فرمانا کہ ''آمین کثرت سے کہا کرو تاکہ وہ اپنے حسد کی آگ میں جل مریں اس طرح ہی مفید ہو سکتا ہے۔ کہ آمین بالجہر کہی جائے۔ آہستہ کہنے یہود کو کیا فرق پڑتا ہے، ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دل کی باتوں کو کوئی نہیں جانتا اور اللہ ہی وہ ذات ہے جو انسانوں کی آہستہ اور سرگوشی سے کی جانے والی باتوں کو جانتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک یہود بھی سرگوشی سے کی جانے والی باتوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ تو یہ عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہے۔

قوله: نبی ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے میری امت ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی بحمداللہ

خیرالقرون سے تاہنوز دنیا کے دوتہائی حصہ پر احناف کی اکثریت ہے جو کہ آمین بالسر پر عامل ہیں نعوذ باللہ پھر فرمان نبوی ﷺ کو جھوٹا ماننا پڑے گا، نقل کفر کفر نباشد

اقول: یہ فقط آپ کی خوش فہمی ہے دنیا بہت بڑی ہے لیکن شاید آپ پاکستان کو ہی پوری دنیا سمجھ رہے ہیں، پھر حضورؐ کا فرمان شاید آپ سمجھ نہیں پائے کیونکہ آپ کے پاس حدیث کو سمجھنے کا علم نہیں آپ کا علم کچھ اور ہے جو امام ابو حنیفہؒ بیان کررہے ہیں کہ علمنا هذارأی ہمارا علم یہ رائے (فقہ) ہے(الملل والنحل علی حاشیة الفصل لابن حزم ص۶۴ ج۲)

آپ کا فرمان ہے کہ میری امت ضلالت پر جمع نہیں ہوسکتی اسکا یہ مطلب نہیں جو کثرت سے ہونگے وہ سچے ہونگے، آمین بالسر میں احناف تنہا ہیں جبکہ بالجہر میں شافعیوں وحنبلیوں واھلحدیث کا اتفاق ہے آپ نے شاید یہ حدیث نہیں سنی ہوگی جسے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول الله سيكون فى امتى رجال يدعون الناس الىٰ اقوال احبارهم ورهبانهم ويعملون بها ويحسدون المسلمين على التامين خلف الامام كما حسد تكم اليهود على ذالك الاانهم يهود هذه الامة الا انهم يهود هذه الامة (جمع الجوامع للسيوطى)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو لوگوں کو علماء اور مشائخ کے قوال کی طرف بلائیں گے اور ان پر عمل کریں گے اور مسلمانوں کے امام کے پیچھے آمین کہنے پر یہودیوں کی طرح حسد کریں گے خبردار یہی اس امت کے یہودی ہیں خبردار یہی اس امت کے یہودی ہیں خبر دار یہی اس امت کے یہودی ہیں۔

اس حدیث سے کون مراد ہیں فیصلہ آپ پر ہے

قولہ: تحریر کنندہ کی طرف سے پیش کردہ احادیث کے راویوں میں تعارض ہے یعنی آمین بالجہر والے حضرات ہی آمین بالسر کے بھی راوی ہیں مثلاً حضرت وائل بن حجرؓ اور حضرت ابوھریرۃؓ جو خلفائے راشد رضی اللہ عنھم کا بالسر کا ثبوت پیش فرمارہی ہیں براہ کرام تطبیق کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

اقول: حضرت ابوھریرۃ سے آمین بالسر کی کوئی حدیث نہیں ہے اگر ہے تو پیش کریں اور شعبہ والی روایت پر بحث لکھ دی گئی تھی تو معلوم ہوا کہ آمین بالسر کی کوئی حدیث نہیں جو آثار ہیں ان کی تطبیق آپ کے یعنی احناف کے امام ابن ہمام حنفی سے پیش ہے۔

میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو روایت آہستہ کہنے کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بہت کڑک کر نہ کہی جائے اور جہر سے مراد گونجتی ہوئی آواز مناسب ہے اس فیصلہ پر ابن ماجہ کی حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ اتنی آواز سے آمین کہتے کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر صحابہؓ کی آمین سے مسجد گونج جاتی (فتح القدیر شرح بدایہ ج۱ص۱۱۷)

حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث اگر مان بھی لی جائے تب بھی احناف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے کیونکہ خفض کا مطلب آواز کو ذرا پست رکھنا ہے بالکل خفیہ کہنا مراد نہیں ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے مؤذن کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تقول **الله اكبر الله اكبر، الله اكبر الله اكبر، ترفع بها صوتك ثم تقول اشهد ان لااله الا الله اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمد ا رسول الله اشهد ان محمد ارسول الله، تخفض بها صوتك الخ(ابو دانود ص۷۳ ج۱)**

مفہوم یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ اکبر بلند آواز سے کہو پھر شھادتین والے کلمات کو اس طرح کہو کہ تخفض بها صوتك یعنی آواز کو پست رکھو۔

معلوم یہ ہوا کہ خفض کا معنی درمیانی آواز سے پکارنا ہے اس سے بالکل پوشیدہ کہنا ہرگز مراد نہیں ہے، احناف کے پاس ایک ہی مرفوع حدیث ہے جس پر بحث پچھلے مضمون میں لکھ دی تھی اور لفظ خفض پر بحث اب لکھ دی ہے۔ اس کے علاوہ چند آثار ہیں جنہیں صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں حجت بنانا جہالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

چند گزارشات:

آپ نے اور بھی باتیں لکھیں جن کے متعلق چند سوالات ہیں۔

۱۔جس وقت حجاز مقدس میں احناف کی حکومت تھی کیا بیت اللہ ومسجد نبویؐ میں بلند آواز سے آمین نہیں کہی جاتی تھی، یا احناف نے اس سنت پر پابندی لگائی تھی۔

۲۔حضرت ابوھریرۃؓ نے بطور افسوس کہا خوش ہوکر نہیں کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے۔

۳۔آپ ہر بات کی صریح حدیث مانگتے ہیں بتائیں آپ کے پاس اپنے مؤقف کی تائید کیلئے کوئی صریح حدیث ہے؟

۴۔آپ نے لکھا کہ بطور تجربہ کچے کمرے اور کھجور کی چھت والے کمرے میں سب ملکر آمین کہیں تو بھی گونج پیدا نہیں ہوگی بتائیں کہ اکیلے حضور ﷺ کی آواز کیسے گونج گئی کہ صحابہ و تابعین نے آمین کی کیفیت بتانے کیلئے گونج کا لفظ استعمال کیا؟

۵۔آپ نے تسلیم کیا کہ اکیلے امام کی آمین

بقیہ: صفحہ نمبر 21

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو لوگوں کو علماء اور مشائخ کے قوال کی طرف بلائیں گے اور ان پر عمل کریں گے اور مسلمانوں کے امام کے پیچھے آمین کہنے پر یہودیوں کی طرح حسد کریں گے خبردار یہی اس امت کے یہودی ہیں خبردار یہی اس امت کے یہودی ہیں خبردار یہی اس امت کے یہودی ہیں